سُوْرَۃُ اللَّھَب

سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ خَمْسُ اٰیَاتٍ

سورۂ لہب مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	
تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢	
ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ کام نہ آیا اس کو مال اُس کا اور نہ جو اُس نے کمایا	
سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤	
اب پڑے گا ڈھیگ مارتی آگ میں اور اُس کی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن	
فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥	
اُس کی گردن میں رسی ہے مونجھ کی	

ع ۵ ۳۶

خلاصۂ تفسیر

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا اور نہ اُس کی کمائی (مال سے مراد اصل سرمایہ اور کمائی سے مراد اسکا نفع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی سامان اُس کو ہلاکت سے نہ بچا دیگا یہ حالت تو اس کی دُنیا میں ہوئی اور آخرت میں) وہ عنقریب (یعنی مرتے ہی) ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا، وہ بھی اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے (مراد خاردار لکڑیاں ہیں جن کو وہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بچھا دیتی تھی تاکہ آپ کو تکلیف پہنچے اور دوزخ میں پہنچکر) اُس کے گلے میں (دوزخ کی زنجیر اور طوق ہوگا کہ گویا وہ) ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی (تشبیہ شدت اور استحکام میں ہے)

معارف و مسائل

ابولہب کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا، یہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔ سُرخ رنگ ہونے کی وجہ سے

اس کی کنیت ابولہب مشہور تھی۔ قرآن کریم نے اسکا اصلی نام اسلئے چھوڑا کہ وہ نام بھی مشرکانہ تھا اور ابولہب کنیت میں، لہب جہنم سے ایک مناسبت بھی تھی۔ یہ شخص رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیحد دشمن اور اسلام کا شدید مخالف، آپؐ کو سخت ایذائیں دینے والا تھا، جب آپؐ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے یہ ساتھ لگ جاتا اور آپؐ کی تکذیب کرتا جاتا تھا (ابن کثیر)

شانِ نزول صحیحین میں ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو آپؐ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر اپنے قبیلہ قریش کے لوگوں کو آواز دی، بعض روایات میں ہے کہ یا صباحاہ کہہ کر یا بنی عبدمناف اور یا بنی عبدالمطلب وغیرہ ناموں کیساتھ آواز دی (اس طرح آواز دینا عرب میں خطرہ کی علامت سمجھا جاتا تھا) سب قریش جمع ہوگئے تو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمھیں یہ خبر دوں کہ دشمن (تم پر چڑھا آیا ہے اور) صبح شام میں تم پر ٹوٹ پڑنے والا ہے کیا آپ لوگ میری تصدیق کروگے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں ضرور تصدیق کریں گے، پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں تمھیں ڈراتا ہوں ایک عذاب شدید سے (جو شرک کفر پر اللہ کیطرف سے مقرر ہے) یہ سُن کر ابولہب نے کہا تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ ہلاکت ہو تیرے لئے کیا تو نے ہمیں اسکے لئے جمع کیا تھا اور آپ کو مارنے کیلئے ایک پتھر اٹھالیا، اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ، يَدٌ کے اصلی معنی ہاتھ کے ہیں، چونکہ انسان کے سب کاموں میں بڑا دخل ہاتھوں کو ہے اس لئے کسی شخص کی ذات اور نفس کو یَدٌ سے تعبیر کر دیتے ہیں جیسے قرآن میں ہے بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابولہب نے ایک روز لوگوں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں کام ہونگے پھر اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ ان ہاتھوں میں ان چیزوں میں سے کچھ بھی آیا نہیں پھر اپنے ہاتھوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا تبًّا لکما ما اری فیکما شیئا مما قال محمد، یعنی تم برباد ہو جاؤ میں تمھارے اندر اُن چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتا جن کے ہونے کی خبر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دیتے ہیں اس کی مناسبت سے قرآن کریم نے ہلاکت کو ہاتھوں کی طرف منسوب کیا۔

تَبَّ، تباب سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں ہلاک و برباد ہو، اس آیت میں پہلا جملہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ بطور بددعا کے ہے یعنی ابولہب ہلاک ہو جائے اور دوسرا جملہ یعنی وَتَبَّ جملہ خبریہ ہے گویا بددعا کے ساتھ اسکا اثر بھی بتلا دیا کہ وہ ہلاک ہوگیا اور جملہ بددعا کا مسلمانوں کے شفاءِ غیظ کے لئے ارشاد فرمایا گیا کیونکہ جس وقت ابولہب نے آپ کی شان میں تبًّا کہا تو مسلمانوں کے دل کی خواہش تھی کہ وہ اس کے لئے بددعا کریں، حق تعالیٰ نے گویا اُن کے دل کی بات خود فرما دی اور ساتھ ہی یہ خبر بھی دیدی کہ یہ بددعا اسکو لگ بھی گئی اور وہ ہلاک ہوگیا۔ قرآن نے اسکی ہلاکت و بربادی کی خبر جو پہلے ہی دیدی تھی اُسکا اثر یہ ہوا کہ واقعہ بدر کے سات روز بعد اسکے طاعون کی گلٹی نکلی جس کو عرب عدسہ کہتے ہیں۔ مرض دوسروں کو لگ جانیکے خوف سے سب گھر والوں نے اسکو الگ ڈالدیا یہانتک کہ اسی بےکسی کی حالت میں مرگیا اور تین روز تک اسکی لاش یونہی

پڑی رہی، جب سڑنے لگا تو مزدوروں سے اُٹھوا کر دبوا دیا۔ اُنھوں نے ایک گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اُس کی لاش کو گڑھے میں ڈالدیا اوپر سے پتھر بھر دیئے (بیان القرآن بحوالہ روح)

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ، ماکسب کے معنے ہیں جو کچھ اس نے کمایا، اس سے مراد وہ منافع تجارت وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں جو مال کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں جیسا کہ خلاصۂ تفسیر میں کہا گیا ہے اور اولاد بھی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ اولاد کو بھی انسان کی کمائی کہا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اطیب ما اکل الرجل من کسبه وان ولده من کسبه یعنی جو کھانا آدمی کھاتا ہے اسمیں سب سے زیادہ حلال طیب وہ چیز ہے جو آدمی اپنی کمائی سے حاصل کرے اور آدمی کی اولاد بھی اسکے کسب میں داخل ہے یعنی اولاد کی کمائی کھانا بھی اپنی ہی کمائی سے کھانا ہے (قرطبی) اسی لئے حضرت عائشہؓ، مجاہدؒ، عطاءؒ، ابن سیرینؒ وغیرہ نے اس جگہ ماکسب کی تفسیر اولاد سے کی ہے ابولہب کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی بہت دیا تھا اولاد بھی، یہی دونوں چیزیں ناشکری کیوجہ سے اُسکے فخر و غرور اور وبال کا سبب بنیں۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو ابولہب نے یہ بھی کہا تھا کہ جو کچھ یہ میرا بھتیجہ کہتا ہے اگر وہ حق ہی ہوا تو میرے پاس مال و اولاد بہت ہے میں اسکو دیکر اپنی جان بچالوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ یعنی جب اس کو خدا تعالیٰ کے عذاب نے پکڑا تو نہ اُس کا مال کام آیا نہ اولاد، یہ تو حال اسکا دُنیا میں ہوا، آگے آخرت کا ذکر ہے۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ، یعنی قیامت کے بعد یا مرنے کے فوراً بعد قبر ہی میں یہ ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا۔ اسکے نام کی مناسبت سے آگ کیساتھ ذات لہب کی صفت میں خاص بلاغت ہے۔

وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ، جس طرح ابولہب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت غیظ اور دشمنی تھی اُس کی بیوی بھی اس دشمنی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں اس کی مدد کرتی تھی۔ یہ ابوسفیان کی بہن بنت حرب بن اُمیہ ہے جس کو ام جمیل کنیت کے اعتبار سے کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت نے بتلایا کہ یہ بدبخت بھی اپنے شوہر کیساتھ جہنم کی آگ میں جائیگی اسکے ساتھ اسکا ایک حال یہ بتلایا کہ وہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ہے۔ جس کے لفظی معنے ہیں سوختہ کی لکڑیاں لادنے والی۔ یعنی آگ لگانیوالی عرب کے محاورات میں چغلخوری کرنے والے کو حمال الحطب کہا جاتا تھا کہ جیسے کوئی سوختہ کی لکڑیاں جمع کرکے آگ لگانے کا سامان کرتا ہے چغلخور کا عمل بھی ایسا ہی ہے کہ وہ اپنی چغلخوری کے ذریعہ افراد اور خاندانوں میں آگ بھڑکا دیتا ہے یہ عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی ایذا رسانی کے لئے چغلخوری کا کام بھی کرتی تھی۔ اس آیت میں ابولہب کی بیوی کو حمالة الحطب کہنے کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ، مجاہد، عکرمہ وغیرہ ایک جماعت مفسرین نے یہی کی ہے کہ یہ چغلخوری کرنے والی تھی، اور ابن زید، ضحاک وغیرہ مفسرین نے اسکو اپنے حقیقی معنے میں رکھا ہے جس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ یہ عورت جنگل سے خار دار لکڑیاں جمع کرکے لاتی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے

میں بچھا دیتی تھی تاکہ آپ کو تکلیف پہنچے اس کی اس ذلیل وخسیس حرکت کو قرآن نے حمالة الحطب سے تعبیر فرمایا ہے (قرطبی، ابن کثیر) اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اسکا یہ حال جہنم میں ہوگا کہ اپنے شوہر پر جہنم کے درختوں زقوم وغیرہ کی لکڑیاں لا کر ڈالیگی تاکہ اسکی آگ اور بھڑک جائے جس طرح دُنیا میں وہ اسکے کفر و ظلم کو بڑھاتی تھی آخرت میں اسکے عذاب کو بڑھائیگی (ابن کثیر)

چغلخوری سخت گناہ کبیرہ ہے حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں چغلخور داخل نہ ہوگا اور حضرت فضیل بن عیاض رح نے فرمایا کہ تین عمل ایسے ہیں جو انسان کے تمام اعمال صالحہ کو برباد کر دیتے ہیں روزہ دار کا روزہ اور وضو والے کا وضو خراب کر دیتے ہیں یعنی غیبت اور چغلخوری اور جھوٹ۔ عطاء بن سائب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبیؒ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ذکر کیا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ لا یدخل الجنة سافك دم ولا مشاء بنميمة ولا تاجر يربي، یعنی تین قسم کے آدمی جنت میں نہ داخل ہونگے۔ ناحق خون بہانے والا اور چغلخوری کرنے والا، اور وہ تاجر جو سود کا کاروبار کرے۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ذکر کر کے شعبی سے بطور تعجب کے دریافت کیا کہ حدیث میں چغلخور کو قاتل اور سود خور کی برابر بیان فرمایا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں چغلخوری تو ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے قتل ناحق اور غصب اموال کی نوبت آجاتی ہے (قرطبی)

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ، مَسْد بسکون السین مصدر ہے جس کے معنی رسّی یا ڈور بٹنے یا اسکے تار پر تار چڑھا کر مضبوط کرنے کے ہیں اور مَسَد بفتح میم وسین اُس رسّی یا ڈور کو کہا جاتا ہے جو مضبوط بنائی گئی ہو خواہ وہ کسی چیز کی ہو، کھجور یا ناریل وغیرہ سے یا آہنی تاروں سے ہر طرح کی مضبوط رسّی اسمیں داخل ہے کذا فی القاموس) بعض حضرات نے جو خاص کھجور کی رسّی اسکا ترجمہ کیا ہے۔ وہ عرب کی عام عادت کے مطابق کیا گیا ہے اصل مفہوم عام ہے۔ اسی مفہوم عام کے اعتبار سے حضرت ابن عباس عروہ بن زبیر وغیرہ نے فرمایا کہ یہاں حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ سے مراد لوہے کے تاروں سے بٹا ہوا رسا ہے اور یہ اسکا حال جہنم میں ہوگا کہ آہنی تاروں سے مضبوط بٹا ہوا طوق اُس کے گلے میں ہوگا۔ حضرت مجاہد نے بھی اس کی تفسیر میں فرمایا ہے من مسد ای من حدید (مظہری)

اور شعبی اور مقاتل وغیرہ مفسرین نے اس کو بھی دُنیا کا حال قرار دیکر حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ سے مراد کھجور کی رسّی لی ہے اور فرمایا کہ اگرچہ ابولہب اور اُس کی بیوی مالدار غنی اور اپنی قوم کے سردار مانے جاتے تھے مگر اُس کی بیوی اپنی خست طبیعت اور کنجوسی کے سبب جنگل سے سوختہ کی لکڑیاں جمع کرکے لاتی اور اُس کی رسّی کو اپنے گلے میں ڈال لیتی تھی کہ یہ گٹھا سر سے گر نہ جائے، اور یہی ایک روز اُس کی ہلاکت کا سبب بنا کہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اور رسّی گلے میں تھی تھک کر کہیں بیٹھ گئی اور پھر گر کر اسکا گلا گھٹ گیا اور اسی میں مر گئی۔ اس دوسری تفسیر کی رو سے یہ حال اسکا اس کی خست طبیعت اور اسکا انجام بد بیان کرنے کے لئے ہے (مظہری) مگر چونکہ ابولہب کے گھرانہ خصوصاً بیوی سے ایسا کرنا مستبعد تھا اس لئے اکثر حضرات مفسرین نے پہلی ہی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

تمت سورة اللهب بحمد الله تعالى